جماعت احمدیہ کی رواداری اور جائز مطالبہ

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی سالانہ جلسہ کی تقریر کے متعلق اخبار "سول" کے نامہ نگار نے جب یہ غلط بیانی کی۔ کہ اس میں حکومت پنجاب کو دھمکی دی گئی ہے۔ کہ اگر اس نے جماعتِ احمدیہ کے خلاف پالیسی میں تبدیلی نہ کی۔ تو اس کے بدنتائج کے لئے تیار رہے اور جماعت احمدیہ عدم تشدد کی قائل نہیں تو اخبار "پرتاپ" نے یہ سمجھ کر کہ حکومت کے خلاف ایک اور جماعت کھڑی ہو رہی ہے۔ اسے بہت اہمیت دی۔ اور پورے صفحہ کی اس سُرخی کے ساتھ شائع کیا۔ کہ

"پنجاب گورنمنٹ اپنی اینٹی احمدیہ پالیسی ترک کر دے۔ نہیں تو ہم جوابی کارروائی کریں گے۔" نیز یہ بھی لکھا۔ کہ "خلیفۂ قادیان مرزا بشیر الدین احمد کی حکومت کو دھمکی۔ کہ ہمارا مذہب ہمیں عدم تشدد کے کریڈ کی تعلیم نہیں دیتا۔" لیکن جب ہم نے اس کی تردید کی۔ اور خود "سول" میں بھی اس غلط بیانی کے خلاف قرارداد شائع ہو گئی۔ تو "پرتاپ" نے کھسیانہ ہو کر دوسرا پہلو بدل لیا ہے۔ چنانچہ ۷ جنوری کے پرچہ میں لکھا ہے:۔

"معلوم ہوتا ہے۔ کہ احمدیہ جماعت، قادیان کو ایک ایسی سٹیٹ بنانا چاہتی ہے۔ جس میں ان کی مطلق العنانہ حکومت ہو۔ جس میں سوائے اس جماعت کے کوئی جماعت یا فرقہ اپنے دھارمک یا مجلسی جلسے بھی منعقد نہ کر سکے۔ مگر قادیانی اصحاب کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ ایک علیحدہ سٹیٹ بنانے کے متعلق ان کے خواب پورے نہیں ہو سکتے۔ یہ بیسویں صدی ہے۔ اس میں اس قسم کی مطلق العنانی نہیں چل سکتی۔ اگر قادیان میں احمدیہ جماعت کو اپنے جلسے منعقد کرنے کا حق ہے۔ تو دوسرے فرقوں کو کیوں نہ ہو؟"

قادیان کو سٹیٹ بنانے کی افواہ تو اب اس قدر پامال اور بے بنیاد ثابت ہو چکی ہے۔ کہ اس کی تردید کرنا بھی فضول معلوم ہوتا ہے باقی رہا۔ یہ کہنا کہ جماعت احمدیہ یہ نہیں چاہتی کہ قادیان میں کوئی اور جماعت یا فرقہ اپنے مذہبی یا مجلسی جلسے منعقد کرے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ قادیان میں مدت سے ہندوؤں، اور سکھوں کے سالانہ جلسے ہوتے چلے آتے ہیں۔ جماعت احمدیہ نے نہ صرف ان کی کبھی مخالفت نہیں کی بلکہ سکھ صاحبان نے تو جب خواہش کی جلسہ کے لئے ضروری سامان بھی دیا گیا۔ اور آریہ صاحبان کے ایک معزز لیکچرار پروفیسر راجہ رام صاحب کو ایک دفعہ اپنی مسجد اقصیٰ میں اپنے خیالات کے اظہار کے لئے مدعو کیا گیا۔ جو بہت سے ہندو اصحاب سمیت تشریف لائے۔ اور ایک بہت بڑے مجمع میں ان سے نہایت دوستانہ رنگ میں تبادلۂ خیالات ہوا۔

پس ہم نہ صرف اس بات کے خلاف نہیں کہ دیگر مذاہب کے لوگ اپنے مذہبی جلسے منعقد کریں۔ بلکہ اس کے لئے ہر قسم کی سہولت مہیا کرتے رہتے ہیں۔ البتہ جو بات ہمارے لئے نہایت ہی رنجدہ ہے۔ اور جس کے خلاف ہم صدائے احتجاج بلند کرنے پر مجبور ہوتے ہیں وہ یہ ہے۔ کہ ہمارے مقدس مذہبی مقام قادیان میں ہمارے مقدس پیشواؤں اور قابل احترام ہستیوں کے خلاف نہایت ناپاک اور گندے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں اور اس طرح اشتعال دلا کر فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ پچھلے دنوں قادیان کے قریب اکالیوں نے جو کانفرنس کی۔ اس میں جماعت احمدیہ کے خلاف اس قدر درشت کلامی اور بدزبانی سے کام لیا گیا۔ کہ اخبار "ریاست" دہلی کو جو سردار دیوان سنگھ صاحب کا اخبار ہے۔ لکھنا پڑا۔ کہ

"ہمیں افسوس ہے۔ کہ سکھوں کا قادیان کی اکالی کانفرنس میں احمدیوں کے خلاف تحکمانہ رویہ اختیار کرنا یا دوستانہ سپرٹ کا ثبوت نہ دینا اتحاد پسند حلقوں میں برچھا گردی اور وحشیانہ پن قرار دیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اشاعتِ مذہب یا اشاعت خیالات کے لئے ضروری ہے۔ کہ رواداری اور محبت کا اظہار ہو تا کہ لوگ اس سے متاثر ہو سکیں۔ نہ کہ غنڈہ پن کا جس سے کہ لوگ نفرت کریں۔"

اس سے ظاہر ہے۔ کہ اکالی کانفرنس میں جماعت احمدیہ کے متعلق کیا رویہ اختیار کیا گیا۔ اور اس کے خلاف جماعت احمدیہ کو صدائے احتجاج بلند کرنے کا حق حاصل تھا۔ یا نہیں؟

پھر اس موقعہ پر جس رنگ میں اکالیوں نے جلوس نکالا۔ اس کے متعلق کمشنر صاحب لاہور ڈویژن نے بٹالہ میں تقریر کرتے ہوئے تسلیم کیا۔ کہ "جلوس نکالنے کی اصلی وجہ بلاشبہ احمدیہ جماعت کو ایذارسانی تھی۔"

یہ اور اسی قسم کے دوسرے جلسے جو محض جماعت احمدیہ کی دلآزاری کے لئے، اس کے پیشواؤں کے خلاف بدگوئی کرنے کے لئے، اسے طرح طرح کی دھمکیاں دینے اور فتنہ پیدا کرنے کے لئے منعقد کئے جائیں ان کے خلاف آواز اٹھانا جہاں ہر شریف اور امن پسند انسان کے نزدیک ہمارا جائز حق ہے وہاں حکومت کا بھی فرض ہے۔ کہ انہیں روکے۔ اور ایسا ہی فرض ہے۔ جیسا کہ وہ دیگر مذاہب کے متعلق ادا کرنا ضروری سمجھتی ہے۔ حکومت قطعاً کسی جماعت یا فرقہ کو اس بات کی اجازت نہیں دے سکتی۔ اور اسے نہیں دینی چاہئے۔ کہ سکھوں کے مقدس مقام امرتسر میں جلسہ منعقد کر کے گورو صاحبان کی شان میں کسی قسم کی گستاخی کا ارتکاب کرے۔ اسی طرح وہ قطعاً گوارا نہیں کر سکتی۔ اور نہ اُسے کرنا چاہیئے۔ کہ ہندوؤں کے مقدس مقام ہردوار یا کاشی میں ہندوؤں کے بزرگوں۔ رشیوں اور مہاتماؤں کے خلاف

قادیان - ۶ صلح ۱۳۲۰ ہش سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز آج پونے چار بجے شام تبدیلیٔ آب وہوا کے لئے راجپورہ تشریف لے گئے ہیں - حضرت ام المومنین مدظلہا العالی - حرم رابع حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ صاحبزادی امۃ القیوم بیگم صاحبہ صاحبزادگان میں سے مرزا خلیل احمد صاحب مرزا حفیظ احمد صاحب - مرزا انور احمد صاحب - مرزا طاہر احمد صاحب اور مرزا اظہر احمد صاحب بھی حضور کے ہمراہ ہیں - مقامی امیر حضور نے حضرت مولوی شیر علی صاحب کو اور امام الصلوٰۃ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کو مقرر فرمایا -

حرم اول حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ تاحال علیل ہیں - صحت کاملہ کے لئے دعا کی جائے
اہلیہ صاحبہ جناب مولوی عبدالمغنی خان صاحب ناظر دعوت وتبلیغ کی حالت رو بصحت ہے - احباب دعا فرمائیں - کہ خدا تعالےٰ صحت کاملہ عطا فرمائے ؁

آنریبل نواب چودھری محمد دین صاحب کی اپیل

الفضل کی توسیع اشاعت کے متعلق

برادران ! السلام علیکم حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اپنی تقریر میں فرمایا - کہ "الفضل" کی موجودہ اشاعت اتنی نہیں کہ اخبار اپنا خرچ نکال سکے - اور اندیشہ ہے - کہ اگر جماعت نے خریدار بڑھانے کی طرف توجہ نہ کی تو الفضل روزانہ کی بجائے ہفتہ میں دوبار یا ایک بار کرنا پڑے - حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے اس فرمان سے بہت تشویش پیدا ہوگئی ہے - الفضل کی اہمیت اور ضرورت جماعت میں اس قدر ہے - کہ ہفتہ میں ایک دن جو بوجہ تعطیل اخبار شائع نہیں ہوتا - یہ کمی بھی بہت محسوس ہوتی ہے - اور عام خواہش ہے - کہ ہفتہ میں ایک دن کا ناغہ بھی نہ ہوا کرے - چہ جائیکہ - اسکو ہفتہ وار یا ہفتہ میں دوبار کر دیا جائے - "الفضل" کی پیاس عموماً اس قدر ہے - کہ بعض دوست کئی کئی میل روزانہ پیدل چل کر کسی الفضل کے خریدار کے پاس روزانہ پرچہ پڑھنے کے لئے جاتے ہیں - جن دیہاتی جماعتوں میں اخبار نہیں جاتا - ان کو سلسلہ کے حالات سے پوری آگاہی نہیں ہوتی - اور وہ اندھیرے میں رہتی ہیں - اس زمانہ میں کوئی قوم اپنے پریس کی مضبوطی کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتی - اور ہمارا فرض ہے - کہ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کی تعمیل میں ہم "الفضل" کی اشاعت کے لئے پوری کوشش کریں - چاہیئے کہ ہر مستطیع احمدی "الفضل" کا خریدار ہو - اور اس کے لئے یہ ضروری ہے - کہ ہر ایک جماعت کے عہدیداران اپنے ایسے ممبروں کی فہرست مرتب کریں - جو باوجود وسعت رکھنے کے اخبار کے خریدار نہیں ہیں - اور پھر ان کو فرداً فرداً خریداری کے لئے ترغیب دیں - جہاں جماعتیں کمزور ہیں - مثلاً کسی گاؤں میں صرف پانچ چھ احمدی ہیں - اور ان کی مالی حالت کمزور ہے وہ چندہ کر کے ایک اخبار اپنی جماعت کے نام جاری کرالیں - پانچ ممبروں کے شامل ہونے سے ہر ایک کو صرف تین روپیہ سالانہ قیمت دینی پڑے گی - جو صرف ۴ ماہوار ہے - اس طرح ہماری کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ "الفضل" کے لئے دس ہزار خریدار جلد سے جلد مہیا ہوجائیں - احباب یاد رکھیں کہ جوں جوں خریداروں میں اضافہ ہوتا جائیگا - "الفضل" کے حجم اور اس کے مضامین میں بھی اضافہ ہوتا جائے گا - میں یہ پرچہ آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں - اور امید رکھتا ہوں - کہ آپ اسبارے میں خاص توجہ سے کام لیں گے - اور الفضل کی اشاعت بڑھانے میں پوری کوشش فرمائیں گے -

خاکسار محمد دین

جماعت قادیان کے عہدہ دار اپنے اپنے حلقہ کے احباب کے سال ہفتم کے وعدے ۷ جنوری کی شام تک حاصل کرلیں - اور ۸ جنوری کی شام تک حضور کی خدمت میں پیش کریں - کیونکہ قادیان کیلئے آخری تاریخ یہی ہے - اس کے بعد موقع نہیں رہیگا - فنانشل سکرٹری تحریک جدید

دیدۂ بینا

بہشتی مقبرے میں نورِ رحماں دیکھ لیتا ہوں
یہی شہرِ خموشاں - طورِ ساماں دیکھ لیتا ہوں

سبق جو عیشِ دنیا سے ملا اس کے نتیجے میں
حضورِ حق کئی جانباز قرباں دیکھ لیتا ہوں

عطائیں مجھ پر اتنی ہیں - کہ مشکل ان کی گنتی ہے
کبھی اُن کو، کبھی میں اپنا داماں دیکھ لیتا ہوں

فدا ہوتا ہوں سو سو بار پروانے کے جذبے سے
رُخِ انور کی جب شمعِ فروزاں دیکھ لیتا ہوں

دمِ تقریر پیہم پھول جھڑتے ہیں ترے لب سے
بہارِ جاوداں بُستاں بہ بُستاں دیکھ لیتا ہوں

پلائے جا پلائے جا یہی منظر دکھائے جا
تری دریا دلی ساقی ابھی ہاں دیکھ لیتا ہوں

گدا جو تیرے در کے ہیں، شہنشہ بحر و بر کے ہیں
فقیری میں امیری کو درخشاں دیکھ لیتا ہوں

بہ یادِ روئے جاناں جب کبھی بے تاب ہو جاؤں
پئے تسکینِ دل تفسیرِ قرآں دیکھ لیتا ہوں

بُتِ ہجی کو توڑا ضربتِ خدامِ احمدؑ نے
میں اکثر ایسے اعجازِ نمایاں دیکھ لیتا ہوں

مجھے چشمِ حقیقت بیں ملی فیضِ مسیحا سے
صنم خانوں کے اندر نورِ یزداں دیکھ لیتا ہوں

لبھانے لگتی ہے جب زینتِ دُنیا ان آنکھوں کو
تو عبرت کے لئے گورِ غریباں دیکھ لیتا ہوں

مزارِ نورِ بارِ حضرتِ مہدیؑ کے بعد اکثر
قبورِ مومنین انصار و اعواں دیکھ لیتا ہوں

یہ روز افزوں ترقی احمدیت کی مبارک ہو،
کہ ہر سالانہ جلسے پر نئی شاں دیکھ لیتا ہوں

تعالےٰ اللہ یہ جاہ و جلالِ مہدیٔ دوراں
ان آنکھوں سے تماثیلِ سلیماں دیکھ لیتا ہوں

شبیہہ یار لوحِ دل پر ایسی نقش ہے محکم
کہ جب گھبرا گیا سر در گریباں دیکھ لیتا ہوں

سحر اُٹھتے ہی سالِ نو کا دستور العمل اپنا
بلاغ النّاس اور تبیانِ فرقاں دیکھ لیتا ہوں

مسلمانوں کے دو فرقوں میں سے ہے کونسا حق پر
نشانِ راستی تائیدِ سبحاں دیکھ لیتا ہوں

دُعا ہے دولتِ برطانیہ کی فتح ہو اکمل
کہ اس میں منزلِ تبلیغ آساں دیکھ لیتا ہوں

اجرائے نبوت کے فوائد اور انقطاع نبوت کے نقصانات

۲۶ دسمبر جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے جلسہ سالانہ میں "اجرائے نبوت کے فوائد اور انقطاع نبوت کے نقصانات" پر جو تقریر فرمائی۔ وہ درج ذیل کی جاتی ہے۔ اس موضوع پر جناب مولوی صاحب موصوف نے نہایت مفصل مضمون رقم فرمایا ہے۔ جو انشاء اللہ باقساط شائع کیا جائے گا۔

سورۂ فاتحہ میں نبوت کا ذکر

۱۔ سورۂ فاتحہ جسے ہر مومن نماز کی ہر رکعت میں پڑھتا ہے۔ اس پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس میں اجرائے نبوت کے فیوض مستمرہ کا بھی اللہ تعالےٰ نے ذکر فرمایا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین کے الفاظ دُعائیہ سے دو باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ یہ دُعا کرنے والے قیامت تک رہیں گے۔ اور وہ ہر نئی نسل کے لوگ ہوں گے۔ جو بعد میں تا دورِ آخر ہوتے رہیں گے۔ دوسرے یہ کہ انعام پانے والے لوگ نبی۔ صدیق شہید اور صالح ہیں۔ اور پہلوں اور پچھلوں کے لئے انعامات متذکرہ کو زمانہ کے لحاظ اور انعامات کے حصول کے لحاظ سے بصورت استمرار قائم کیا گیا ہے۔ اور پچھلوں کو پہلوں کے انعامات حاصل کرنے کے لئے دعائے فاتحہ کے لئے حکماً مامور کرنا کہ وہ ہر روز ہر نماز میں بلکہ ہر نماز کی ہر رکعت میں اسی دعا کو بالالتزام اپنا وظیفہ مقرر کریں۔ یہ امر بالصراحت اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ چاروں انعامات امت محمدیہ کے لئے استمرار کے طور پر مقرر کئے گئے ہیں۔ اور اس بات سے کسی قوم کا اعراض کرنا یا ان سے کسی امت کا محروم ہونا مغضوب علیھم اور ضالین ہونے کی علامت ہے۔ جو یہود اور نصاریٰ کی مثال میں مسلمات حقہ دینیہ میں سے ہے۔ پھر جہاں منعمین کا وجود استمرار کے طور پر پایا جانا تا قیامت ضروری ہے۔ اسی طرح منعمین کے اضداد جو مغضوب علیھم اور ضالین ہیں۔ ان کا بھی تا دورِ آخر پایا جانا اپنے لئے استمراری صورت رکھتا ہے پس یہ کس قدر عجیب بات ہے۔ کہ مغضوب علیھم یعنی یہود اور ضالین یعنی نصاریٰ کی مماثلت تو قرآن اور حدیث سے بار بار پیش کی جاتی ہے اور نبوی الفاظ لتتبعن سنن من قبلکم شبراً بشبر الخ سے امت محمدیہ کی بری مماثلت یہود و نصاریٰ سے بار ہا تکرار کے ساتھ سنائی جاتی ہے۔ لیکن قوم یہود اور نصاریٰ کے منعمین جو انبیاء بنی اسرائیل ہیں۔ جن کی مماثلت الفاظ نبوی علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل میں پیش کی گئی ہے کہ امت محمدیہ میں اسرائیلیوں کے انعامات حاصل کرنے والے علماء ربانی اور مجددین بھی پائے جائیں گے۔ اور دور آخر میں مسیح محمدی جو مسیح موسوی کا مثیل ہو کر آنے والا ہے وہ نبی بھی ہو کر آنے والا ہے۔ بلکہ آیت اذا الرسل اقتت کی پیشگوئی اور شب معراج کا کشف نبوی جو امامت انبیاء کی صورت میں حدیثوں میں مذکور ہے۔ اس کے رُو سے جری اللہ فی حلل الانبیاء کی شان کے ساتھ تمام نبیوں کے کمالات نبوت کو لے کر مبعوث ہونے والا ہے جس سے امت محمدیہ نے الواقعہ کنتم خیر امۃ کے مبشرانہ الفاظ کی مصداق ٹھہرتی ہے۔ اس سے امت کے علماء سُو کو انکار اور بار بار انکار ہے اور اس طرح کا انکار باوجود وعدہ انعامات امت محمدیہ کے علماء سو خود اپنے لئے وعید مغضوبیت اور ضالیت کو اپنے اوپر لیتے ہیں۔ حالانکہ آیت سنۃ من قد ارسلنا قبلک من رسلنا ولا تجد لسنتنا تحویلا سے ظاہر ہے۔ کہ جیسے خدا کی یہ سنت جاریہ مستمرہ ہے۔ کہ وہ ضرورتوں کے وقت اپنی حکمتوں کے ماتحت رسولوں کو بھیجتا رہتا ہے۔ ویسے ہی ان رسولوں کے ذریعہ منعمین اور مغضوب علیھم اور ضالین کے گروہ بھی پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ پس علماء سو اپنی بدقسمتی سے امت محمدیہ کے لئے مغضوبیت اور ضالیت کا حصہ تو خوشی سے تسلیم کر لیتے ہیں لیکن انعامات کا حصہ نہیں تسلیم کرتے۔ گویا امت محمدیہ اب ان کے نزدیک نعوذ باللہ صرف یہود اور نصاریٰ بننے کے لئے ہے۔ اور اگر یہی بات ہے۔ تو پھر بھی یہود اور نصاریٰ کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جیسے وجود کی بعثت کی ضرورت ثابت ہوتی ہے۔

نیز اگر اجرائے نبوت کی جگہ انقطاع نبوت کو تسلیم کیا جائے۔ تو اس سے ہر نماز میں تمام امت کا دعاء فاتحہ کا بالالتزام پڑھنا عبث ٹھہرتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کی قدوس ذات پر اعتراض آتا ہے۔ کہ اس نے باوجودیکہ تمام امت کو اور ہر دور کی نسل کو دعاء فاتحہ پڑھنے کے لئے حکماً مامور کیا پھر بھی اس دعا کے نتائج سے جو انعام نبوت سے تعلق رکھتے ہیں۔ امت محمدیہ کو محروم رکھا۔ اور جس طرح یہود کو مغضوب کر کے اور نصاریٰ کو ضالین کر کے انعام نبوت سے محروم کیا۔ اسی طرح امت محمدیہ سے بھی معاملہ کیا گیا۔ حالانکہ یہ بات درست نہیں۔ اور واقعات اس کے خلاف ہیں۔

اسلام کی شجرۂ طیبہ سے تمثیل

۲۔ اجرائے نبوت کے فوائد میں سے ایک فائدہ آیت کریمہ کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء تؤتی اکلھا کل حین باذن ربھا کے رُو سے بھی پایا جاتا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ اسلام کی ملت بیضاء کو خدا نے ہر پہلو سے کلمہ طیبہ قرار دیتے ہوئے اسے شجرہ طیبہ سے تشبیہ دی ہے۔ جو اپنے مضبوط اصول کے باعث درخت کی مضبوط جڑ کی طرح ہے۔ جس کی صداقت کے نشانات زمین سے لے کر آسمانوں تک پائے جاتے ہیں۔ جیسے درخت کی شاخیں فضاء میں پھیلی ہوئی ہوں۔ یعنی مذہب اسلام کی تعلیم عین فطرت اور قانون قدرت کے اصول پر قائم کی گئی ہے۔ پھر اسلامی تعلیم اپنی برکات اور ثمرات کے لحاظ سے ایسے درخت سے مشابہ ہے۔ جو اپنے پھلوں سے اپنے رب کے اذن یعنی قانون کے مطابق طالبانِ حق کی پیاس اور بھوک کے لئے تدارک کی صورت پیدا کرتا ہے۔ مطلب یہ کہ دینِ اسلام کی برکات دائمی اور غیر منقطع ہیں اور جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت تشریعی کا دائمی افاضہ قیامت تک ممتد ہے۔ ویسے ہی اس نبوت تشریعی کے افاضہ سے انعام نبوت غیر تشریعی اور انعام صدیقیت شہیدیت و صالحیت بھی قیامت تک باقی رہنے والا ہے۔ یہ اس لئے کہ جیسا درخت ہو۔ ویسے ہی اس سے پھل حاصل ہوتے ہیں۔ مثلاً آم کا درخت ہے جس کی گٹھلی سے درخت پیدا ہوا۔ اگر تخم میں جو گٹھلی ہے۔ لکڑی اور پتے اور بور جو پھولوں کے قائم مقام ہے اور پھل جنہیں آم ہی کہتے ہیں۔ ان سب کا مادہ موجود نہ ہوتا۔ تو درخت میں یہ چاروں چیزیں یعنی لکڑی پتے بور اور پھل کہاں سے آتے اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریعی نبوت جو درخت کے مشابہ ہے۔ اس میں اگر آیت من یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین کے رُو سے صدیق اور شہید اور صالح ہونے کا انعام بطور لکڑی اور پتے اور بور کے پایا جاتا ہے۔ تو ضرور ہے۔ کہ اس میں نبوت کا انعام جو پھل کی طرح ہے۔ وہ بھی پایا جائے۔ کیونکہ انعام کے مدارج میں انعام نبوت کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ بلکہ بوجہ اعلےٰ اور افضل انعام ہونے کے اسے دوسرے انعامات پر بیان میں مقدم رکھا گیا ہے۔ پھر انعام نبوت ہی ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی شان کو ظاہر کر سکتا ہے جس طرح آم کے درخت کا پھل ہی آم کہلا سکتا ہے۔ آم کے درخت کے پتوں اور لکڑی اور بور کو آم کے پھل کی طرح کوئی بھی آم کے نام سے نہیں پکارتا۔ ہاں جب آم کے درخت پر آم کے پھل لگتے ہیں۔ تو انہیں سب لوگ آم ہی کہتے ہیں۔ سو وہ آم جس سے درخت پیدا ہوا۔ اس کی پوری صورت اور شکل کا درخت کے وجود سے اگر کوئی چیز نمونہ دکھانے والی ہے۔ تو وہ صرف آم کا پھل ہے۔ پس آم ہی ہے۔ جو یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ جس نے وہ آم جس سے درخت پیدا ہوا دیکھنا ہو۔ وہ مجھے دیکھے۔ کیونکہ مجھ میں جو میں پھل ہوں۔ اور اس آم میں جس سے درخت پیدا ہوا۔ کچھ بھی فرق نہیں۔ ہاں فرق ہے۔ تو یہ کہ وہ اصل ہے۔ اور میں اس کا ثمر ہوں۔ اور وہ باپ ہے۔ میں اس کا پسر ہوں۔ جیسا کہ آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا ثمر ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم باپ ہیں۔

اور حضرت مسیح موعود آپ کے روحانی بیٹے اور کامل پسر ہیں۔ اسی بنا پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خطبۂ الہامیہ میں فرمایا من فرق بینی وبین المصطفٰے فما عرفنی ومارأی یعنی جس نے میرے اور حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کے درمیان فرق سمجھا اس نے نہ ہی مجھے شناخت کیا اور نہ ہی وہ مجھے میری اصل شان میں دیکھ سکا۔ اور جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تکمیل ہدایت کے لحاظ سے تمام نبیوں سے بڑھ کر خدا کی حمد کرنے سے خدا کے احمد قرار پائے۔ ویسے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام جری اللہ فی حلل الانبیاء کی شان کے ساتھ تمام نبیوں کے قائمقام تکمیل اشاعت ہدایت کے لحاظ سے خدا کی حمد ظاہر کرنے سے خدا کے احمد کہلائے۔ چنانچہ آپ اپنی کتاب اعجاز المسیح کے صفحہ ۱۹۳ پر فرماتے ہیں۔ ولہ الحمد فی الاولی والآخرۃ ومن الازل الی ابد الآبدین ولذالک سمی اللہ نبیہ احمد وکذالک سمّی بہ المسیح الموعود لیشیرا الی ما تمہد یعنی قرآن کی آیت لہ الحمد فی الاولی والآخرۃ جو سورہ قصص کی آیت ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے۔ کہ خدا کے لئے حمد پہلے بھی ہے۔ اور پیچھے بھی اور ازل سے ابد تک حمد ہے۔ اس آیت میں خدا تعالے نے جس بات کا اظہار فرمایا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اس آیت کے رو سے اللہ تعالے نے اپنے نبی کا نام احمد رکھا اور اسی طرح اپنے مسیح موعود کا نام احمد رکھا اور اعجاز المسیح کے صفحہ ۱۹۴ پر فرمایا فحاصل الکلام ان اللّٰہ خلق احمدین فی صدر الاسلام وفی آخر الزمان . . . . . وانزل احمدین من السماء لیکونا کالجدارین لحمایۃ الاولین والاخرین یعنی حاصل کلام یہ کہ خدا نے دو احمد پیدا کئے ہیں۔ ایک اسلام کے شروع میں اور دوسرا آخری زمانہ میں۔ اور خدا نے یہ دو احمد آسمان سے اتارے اور اس لئے اتارے تا وہ دونوں پہلوں اور پچھلوں کی حمایت کے لئے دو دیواروں کی طرح پشت پناہ ہوں۔ جیسے کہ سورۃ جمعہ کی آیت وآخرین منھم میں بھی یہ بات بطور پیشگوئی مذکور ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دوبارہ اپنی نبوت ورسالت کا جلوہ دکھائیں گے۔ اور آیت ثلۃ من الاولین وثلۃ من الاخرین سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے پس اجراء نبوت کا یہ فائدہ ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا اور نبیوں ہی کی شان سے پھر دنیا کو آگاہ فرمایا۔ تا دنیا نبوت کے فیوض سے پھر مستفیض ہو۔ اور اگر اجراء نبوت کا فیضان منقطع ہونا ہوتا تو خدا تعالےٰ قرآن کریم میں کلمہ طیبہ کی مثال شجرۂ طیبہ سے کہ جس کا پھل دائمی اور غیر منقطع ہے۔ نہ دیتا اگر قرآن کتاب نبوت اور علمی اور الہامی کتاب ہے۔ اور امور غیبیہ اپنے اندر رکھتی ہے۔ تو ضرور ہے۔ کہ اس کے ثمرات جو نبوت اور علم اور الہام اور امور غیبیہ کے انکشافات جدیدہ ہیں۔ امت محمدیہ کو تا قیامت ملتے رہیں۔ اور تابعین اور مخالفین کے درمیان فرقان کی صورت میں ایک کھلا امتیاز قائم رہے۔ اور آیت ما کان اللّٰہ لیذر المومنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب وما کان اللّٰہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللّٰہ یجتبی من رسلہ من یشاء فآمنوا باللّٰہ ورسلہ کے رو سے پاک اور پلید اور نیک اور بد لوگوں کے درمیان امتیاز کا پیدا ہونا خدا کے رسولوں کی بعثت پر ہی موقوف رکھا گیا ہے۔ کیونکہ ایمان لانے سے نیک اور پاک لوگ الگ ہو جاتے ہیں۔ اور بد اور خبیث لوگ الگ اور یہ صورت بھی رسولوں کے ذریعہ امتیاز کی اجراء نبوت سے ہی تعلق رکھتی ہے۔

فتنہ دجال کے مقابلہ کیلئے ایک نبی کی بعثت

۳۔ اجراء نبوت کے فوائد میں سے ایک فائدہ آیت تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعٰلمین نذیرا کے رو سے بھی پایا جاتا ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام دنیا میں ایک نذیر آیا۔ الخ کا ہم معنے اور ہم مفہوم ہے۔ اور جس کی توضیح اس طرح ہے۔ کہ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے سب عالمین یعنی سب اقوام عالم وامم دنیا کیلئے قرآن کریم کو فرقان کے طور پر نازل فرمایا ہے۔ تا اس فتنۂ ضلالت سے جو عالمگیر ہونے سے خوفناک صورت اختیار کرنے والا ہوگا۔ یعنی دجال موعود کا فتنہ جس کے برابر آدم سے لیکر قیامت تک کوئی فتنہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ احادیث نبویہ کی تشریح میں دجالی فتنہ کو سب فتنوں میں سے بڑا فتنہ قرار دیا گیا ہے۔ جب دنیا کے تمام لوگ اس فتنۂ عظیمہ میں مبتلا ہو جائیں تو انہیں اس فتنہ کے خطرناک نتائج سے ڈرایا جائے۔ اور قرآن کریم کی ہدایت اور اس کے امتیازی نشانات صداقت وبرکات کو مذاہب باطلہ کے بالمقابل بطور فرقان ظاہر کیا جائے۔ تا تمام دنیا کو معلوم ہو جائے کہ قرآن صرف حق ہی نہیں بلکہ حق وباطل کے درمیان کھلا کھلا فرق دکھانے سے فرقان بھی ہے۔ لفظ تبارک اور عبد سے اسبات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ کہ جو خدا اپنے عبد کو جو صرف ایک حقیر اور خاک افتادہ بیج کی طرح بظاہر بے سروسامانی کی حالت میں مبعوث فرمائے گا۔ وہ بابرکت خدا اپنے اعجاز نما فرقان کی برکتوں سے اپنے بندہ کو بابرکت بنا دے گا۔ اور اس قدر برکات دے گا۔ کہ جن سے خدا تعالےٰ اپنے تصرف قادرانہ سے اسبات کا ثبوت دے گا۔ کہ لہ ملک السمٰوات والارض ولم یتخذ ولدا ولم یکن لہ شریک فی الملک وخلق کل شیٔ فقدرہ تقدیرا یعنی دجالی فتنہ جو مذہب کے لحاظ سے اتخاذ ولد کے معنوں میں عالمگیر اثر پیدا کرے گا۔ اور دنیوی حکومت کے لحاظ سے حسب تشریح حدیث نبوی ساری روئے زمین پر تسلط حاصل کرے گا۔ یہ ضلالت اور ظلمت کا زمانہ ہمیشہ قائم نہیں رہے گا۔ بلکہ اسی سورہ فرقان کی آیت وھو الذی جعل اللیل والنھار خلفۃ کے رو سے فقدرہ تقدیرا کے مقرر کردہ قانون کے ماتحت واللیل اذا عسعس والصبح اذا تنفس کے ارشاد کے مطابق یہ ظلمت کا زمانہ جو کالی رات کی طرح ہوگا۔ روشنی کے دور سے جو دن کی طرح ہے تبدیل کر دیا جائے گا۔ یعنی دجالی فتنۂ ضلالت کے دور کو ہدایت سے بدل دیا جائے گا۔ اور مسیح دجال جس کے فتنہ کو دور کرنے کے لئے مسیح موعود کا مبعوث کیا جانا مقدرات سے تھا۔ دجال کے فتنۂ عظیمہ کیلئے مبعوث کیا جانا اجراء نبوت کے فوائد میں سے فائدہ عظیمہ اور جامع الفوائد والبرکات فائدہ ہے دنیا میں ہر ایک نبی کسی نہ کسی فتنہ کیلئے ہی مبعوث کیا گیا لیکن وہ فتنہ جو سب فتنوں سے بہت بڑا فتنہ تھا۔ اس کے لئے یہ سخت ہی نامناسب بات تھی کہ کوئی نبی مبعوث نہ ہوتا یا اگر ہوتا تو وہ غیر نبی ہوتا۔ جو انعام نبوت سے محروم ہو کر آتا اور اس صورت میں کہ ایک غیر نبی سے سب سے بڑے فتنہ کے دفاع کی خدمت لی جاتی۔ ویسے بھی لایکلف اللّٰہ نفسا الا وسعھا کے رو سے اس کے لئے تکلیف بالایطاق تھی بلکہ مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ بہت بڑے فتنہ کے دفاع کی خدمت معمولی نبی کے بھی سپرد نہ کی جاتی بلکہ کسی بہت بڑے نبی کے سپرد کی جاتی۔ جس کے سپرد اگر سب دنیا کے نبیوں کی قوموں اور امتوں کی اصلاح اور ہدایت کا کام کیا جانا تھا۔ اور اسے سب نبیوں کے قائم مقام کر کے بھیجا جانا تھا۔ تو اسے جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء کے جامع کمالات نبوت کے منصب اور مرتبہ کے ساتھ مبعوث کیا جاتا جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا نے اپنی وحی کے مطابق اسی طرح کی شان نبوت کے ساتھ جو بالکل مناسب ہے۔ آج اس دجالی فتنہ کے زمانہ میں بغرض اصلاح و ہدایت مبعوث فرمایا۔ اور آپ کو دنیوی بادشاہتوں کی جگہ دینی اور آسمانی بادشاہتیں عطا کی گئی ہیں اور آسمانی علوم اور حکمتیں اور روحانی خزائن اور برکتیں اس قدر آپ کو بخشی گئی ہیں۔ کہ انہی برکتوں کے سبب دنیا کے بادشاہ آپ کے غلام ہو جائینگے۔ پھر مسیح محمدی کی آمد مسیح اسرائیلی کی آمد سے بہت مماثلت رکھتی ہے۔ مسیح اسرائیلی کو شیطان نے تمام دنیوی حکومتوں اور بادشاہتوں کو اپنے سجدہ کے عوض میں پیش کرنا چاہا تھا اور کہا تھا کہ اے مسیح اگر تو مجھے سجدہ کرے تو دنیا کی تمام بادشاہتیں تجھے دونگا۔ اس کے جواب میں مسیح نے کہا کہ اے شیطان دور ہو کہ سجدہ صرف خدا ہی کیلئے ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ مسیح نے تمام دنیوی حکومتوں اور بادشاہتوں پر خدائے واحد لاشریک کے آگے سجدہ کرنے کو ترجیح دی اور وہ بادشاہتیں جو شیطان کے سجدہ کے ساتھ مل سکیں انہیں رد کر دیا۔

کیونکہ خدا کے آگے سجدہ کرنے سے جو آسمانی بادشاہت ملتی ہے مسیح نے اسے زمینی اور دنیوی بادشاہت پر جو شیطان کے آگے سجدہ کرنے سے ملے فوقیت ظاہر کی۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح محمدی کی نسبت فرمایا کہ جب مسیح موعودؑ آئے گا۔ تو اس وقت مسیح محمدی کے پاس بھی خدائے واحد لاشریک کے حضور سجدہ کرنا جو زمینی بادشاہت اور دنیوی حکومت سے بہت بڑھ کر ہوگا بطور خصوصیت کے پایا جائے گا۔ چنانچہ آپ کے الفاظ جو حدیث میں پائے جاتے ہیں یہ ہیں۔ تکون السجدۃ الواحدۃ خیرا من الدنیا وما فیھا یعنی مسیح موعود کے زمانہ میں خدا تعالیٰ کا ایک سجدہ دنیا وما فیہا سے بہتر ہوگا۔ ان الفاظ میں اس بات کی طرف بھی اشارہ پایا جاتا ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام کے وقت میں خدائے واحد لاشریک کے آگے سجدہ کرنا ایسا قیمتی ہوگا کہ جس کی قدر خدا کے نزدیک ان دنیوی حکومتوں اور بادشاہتوں سے جو شیطانی سجدہ کے ساتھ مل سکیں بہت بڑھ کر ہوگی۔ دوسرے اس سے یہ بھی پایا جاتا ہے۔ کہ دجالی فتنہ ضلالت کا اثر جو دجالی حکومتوں کے ذریعہ سے تمام دنیا پر پھیلا ہوا ہوگا۔ وہ اتنا خطرناک اور گمراہ کن ہوگا کہ اس کی موجودگی میں خدا کے آگے کسی کا سجدہ کرنا مشکل ہو جائے گا۔ اس لئے خدا کا سجدہ اگر پایا جائے گا۔ تو مسیح موعودؑ کے ذریعے۔ کیونکہ مسیح موعود کی قوت قدسیہ کا جذب جو آسمان سے ہوگا زمینی جذبات پر غالب ہوگا۔ تیسرے اس حدیث میں یہ بھی اشارہ ہے۔ کہ ایک سجدہ مسیح موعودؑ کا جو خدا کے حضور ہوگا اور جس میں مسیح موعود کی طرف سے متضرعانہ دعائیں کی جائیں گی۔ وہ دجالی فتنہ کو دور کرنے کے لئے ایسی معجزانہ اور خارق عادت اثر دکھانے والی ہوں گی۔ کہ جس کے مقابل اگر دنیا وما فیہا کی طاقتیں اور تدبیریں بھی استعمال کی جائیں تو فائدہ ہدایت کے لحاظ سے ان کے مقابل مسیح موعود کا سجدہ زیادہ بابرکت اور مفید ثابت ہوگا کیونکہ مسیحی نفس کافر کش ہوگا جیسے کہ حدیث میں آیا ہے کہ لا یحل لکافر ان یجد ریح نفسہ الا مات یعنی مسیحی نفس سے کافر مریں گے۔ اور مسیح کے نفس سے کافروں کا مرنا کئی طرح پر ہے۔ ایک تو اتمام حجت کے طریق پر کافروں کا افحام اور اسکات اور لاجواب کر دینے سے ان پر حجت ملزمہ کا قائم کرنا ہے۔ جیسا کہ آیت ان ھو الا ذکر و قرآن مبین لینذر من کان حیا ویحق القول علی الکافرین میں قرآنی انذار کو مومنوں کے لئے باعث حیات اور کافروں کے لئے اتمام حجت سے باعث ممات قرار دیا ہے۔

جیسے کہ لاہور کے جلسہ اعظم مذاہب میں تمام مسلم اور غیر مسلم فرقہ ہائے ضالہ کے نمائندوں اور اجتماع عظیم کے حاضرین اور سامعین پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تقریر سے جو قرآنی صداقتوں کا جلوہ گاہ تھی اتمام حجت کی گئی۔ اور اب اسلامی اصول کی فلاسفی کے نام سے وہ تقریر کئی بار طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے جو اسلامی تعلیم کا اعجازی نمونہ اپنے اندر رکھتی ہے۔ پھر کافروں کی موت دعائے مباہلہ کے رنگ میں جیسے آریہ لیکھرام۔ ڈوئی امریکن۔ اور احمد بیگ ہوشیارپوری کی ہلاکت کا نشان ہے۔ ایسا ہی مختلف عذابوں کی ہلاکت سے کافروں کی موت ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

شکر للہ میری بھی آہیں نہیں خالی گئیں
کچھ ہوئیں طاعوں کی صورت کچھ زلازل کے بخار

اور عذابوں کو مسیح موعودؑ کا نشان قرار دینا اس لئے درست ہے۔ کہ ان عذابوں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کی ترقی۔ اور آپ کے مخالفوں کا گروہ یوماً فیوماً تنزل اور کمی میں پڑتا جاتا ہے۔ اور اس کا نتیجہ ہوتے ہوتے آخر یہ ہوگا۔ کہ دور ضلالت دور ہدایت سے بدل جائے گا۔ اور ہر طرف خدا کے آگے سجدہ کرنے والے پیدا ہو کر خدا کے سجدہ کو دنیا وما فیہا سے بہتر قرار دیں گے۔ اور خدا کو سب دنیا اور تمام مخلوقات سے بہت ہی بڑا۔ اور بڑھ کر یقین کرنے والے ہوں گے۔ جیسے کہ اس بات کی طرف اذان میں ہیں اور نماز کے ہر رکن یعنی قیام۔ رکوع اور سجود اور قعود کے وقت اللہ اکبر کہنے میں اشارہ پایا جاتا ہے۔ اس طرح وہ خدا کے برابر کسی کو بھی نہیں سمجھنے والے ہوں گے۔ اور خدا کے لئے سب جہان کو چھوڑنے کے لئے تیار ہوں گے۔ لیکن خدا کو نہیں چھوڑیں گے۔ جیسے کہ یہی بات لا الہ الا اللہ کی تعلیم میں پیش کی گئی ہے۔

ہندوستان کی جماعتوں کے لئے سال ہفتم کے وعدوں کی

آخری تاریخ ۱۸ جنوری ۱۹۴۱ء ہے

تحریک جدید سال ششم کا چندہ جو احباب ادا نہیں کر سکے۔ مگر مہلت لے لی۔ یا مستقبل قریب میں ادا کرنے والے ہیں۔ یا جن کا وعدہ جنوری یا اس سے بھی اگلے کسی ماہ میں ادا کرنے کا ہے۔ ان کو اجازت ہے۔ کہ وہ تحریک جدید سال ہفتم میں وعدہ کریں۔ سال ششم کا وعدہ پورا نہ کر سکنا سال ہفتم کے وعدے میں روک نہیں ہے۔

وہ بچے جو نابالغ تھے۔ مگر بلوغت کو پہنچ گئے۔ یا وہ طالب علم جو پہلے برسر کار نہیں تھے۔ مگر اب کہیں ملازم ہو چکے یا کوئی اور کام شروع کر چکے۔ یا وہ جن کے پاس پہلے مال نہیں تھا۔ مگر انہیں خدا نے مال دے دیا ہے۔ یا وہ جو پہلے مقروض تھے مگر اب قرض اتار چکے اور اس تحریک میں اب شامل ہونے کی توفیق ہے۔ یا وہ لوگ جو پہلے احمدی نہیں تھے مگر اب احمدی ہو گئے۔ اور خدا تعالیٰ نے اپنے سچے دین کا راستہ انہیں دکھا دیا ہے یا وہ جو اس قسم کے معذور تھے۔ مگر اب معذوری دور ہو چکی ہے۔ یا وہ جو پہلے بے سامان تھے مگر اب اللہ تعالیٰ نے با سامان کر دیا ہے۔ اور وہ احباب جو گزشتہ چھ سال میں سے کسی نہ کسی سال یا سالوں میں حصہ لیتے رہے۔ پھر کسی معذوری سے حصہ نہ لے سکے اور اب اللہ تعالیٰ نے ان کو توفیق دی ہے۔ ایسے تمام احباب تحریک جدید کے جہاد کبیر میں نہ صرف سال ہفتم میں ہی شامل ہو سکتے ہیں۔ بلکہ گزشتہ سالوں کا چندہ بھی ادا کر کے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فوج میں شامل ہو سکتے ہیں۔ اور گزشتہ سالوں کی رقم ادا کرنے کے لئے یہ ضروری نہیں۔ کہ وہ گزشتہ سالوں کا سارا بقایا سال ہفتم کے ساتھ ہی ادا کر دیں۔ بلکہ ان کو اجازت ہے۔ کہ اپنی سہولت کے ساتھ کچھ ساتویں سال کے ساتھ۔ کچھ آٹھویں سال کے ساتھ۔ کچھ نویں۔ سال کے ساتھ اور کچھ دسویں سال کے ساتھ ادا کر دیں۔ اس طرح وہ اس جہاد میں حصہ لے سکتے ہیں۔ مگر یہ بھی یاد رہے کہ ہندوستان کی جماعتیں زیادہ سے زیادہ ۱۸ جنوری ۱۹۴۱ء تک وعدوں کی اطلاع اپنے مقامی ڈاکخانہ میں ڈال دیں۔ مرکز میں ان کا وعدہ خواہ کسی تاریخ کو پہنچے۔ وہ میعاد کے اندر سمجھا جائے گا۔

فنانشل سیکرٹری تحریک جدید

مطبوعات جدیدہ

احمدی جنتری ۱۹۴۱ء۔ مرتبہ محمد یامین صاحب تاجر کتب قادیان:۔ احمدی جنتری کا یہ چوبیسواں سال ہے۔ اس میں ہر سال نئے تبلیغی مضامین درج ہوتے ہیں۔ جو غیروں کے لئے ہدایت اور اپنوں کے واسطے تازگی ایمان کا موجب بنتے ہیں۔ باوجود کاغذ کی گرانی اور جنتری کی ضخامت ۲۰۸ صفحہ کے جس کی لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ ہے۔ قیمت صرف ۲؍

غنچہ اشعار:۔ یہ منظوم رسالہ نہایت دلچسپ تبلیغی شعر و غزلوں کا مجموعہ ہے۔ ۱۶۸ صفحہ چھپائی۔ لکھائی کاغذ اعلیٰ۔ قیمت صرف ایک آنہ

ہمارا رسول:۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی لنڈن والی تقریر جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حالات اور آپ کی تعلیم جو حضور پر نور نے نوجوانوں اور بچوں کے واسطے تحریر فرمائی۔ ۱۶ صفحہ کا رسالہ کاغذ لکھائی چھپائی خوبصورت قیمت صرف ۱؍

قبولیت دعا کے طریق:۔ فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز جس میں دعاؤں کی قبولیت کے گر اس طریق سے بیان فرمائے ہیں جن سے شرف قبولیت حاصل ہوتا ہے۔ قیمت صرف ایک آنہ

مذکورہ بالا چاروں کتب کا نیا ایڈیشن حسب ذیل پتہ سے طلب فرمائیں

محمد یامین صاحب تاجر کتب قادیان

مشرقی افریقہ میں تبلیغ احمدیت

تقسیم لٹریچر

رسالہ سواحیلی ستمبر و اکتوبر و نومبر کے نمبر چار ہزار کی تعداد میں چھپوا کر مشرقی افریقہ کے مختلف بلاد میں بذریعہ ڈاک روانہ کئے گئے اور ریلوے سٹیشن، سکولوں و طلباء۔ اور قیدیوں کے علاوہ عام پبلک میں بھی تقسیم کئے گئے۔ آسمانی آواز بزبان گجراتی۔ کمپالہ میں گجراتی زبان جاننے والوں میں تقسیم کیا گیا۔ قبر مسیح اشتہار آمدہ از لندن اسلام کیا ہے۔ میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں انگریزی پمفلٹ معززین میں تقسیم کئے گئے اور مزید دو ہزار کے لئے نشر و اشاعت کو آرڈر دیا گیا۔ گورمکھی ترجمہ قرآن مجید کا ایک سکھ کو پڑھنے کے لئے دیا گیا۔ سیرۃ خاتم النبیین اور سلسلہ کی بعض دیگر کتب ہندوستانی غیر احمدیوں کو دی گئیں۔ افریقن پروفیسر مکاسا آف میکریرے کالج کو تحفہ ویلز اور دیگر انگریزی اشتہار دیئے گئے۔ اسی طرح میکریرے کالج کے پرنسپل جو اس ملک میں ایک بڑی حیثیت کے مالک ہیں کو (Mr. Turner) تحفہ ویلز اور دیگر انگریزی اشتہارات مطالعہ کے لئے دیئے گئے۔ ریذیڈنٹ آف یوگنڈا اور ان کے سٹاف کے بعض ممبروں۔ اور یوگنڈا کے بعض معزز چیفس کو انگریزی لٹریچر دیا گیا۔ اسی طرح ایک افریقن کالج میں اور ایکسائشن کالج میں لٹریچر اسلام کے متعلق اور ایک لائبریری کے لئے چند کتابیں اور اشتہارات روانہ کئے گئے۔

تعلیم و تربیت

الف۔ احمدیہ سکول ٹبورا کے طالب علموں کو دینی تعلیم دی جاتی رہی۔ لڑکیوں کو بھی دینی تعلیم دی گئی۔ سکول کے لڑکوں کی زیادہ نگرانی اور ان کے لباس کی صفائی کے لئے تین گروپ الگ الگ ناموں کے بنا کر ہر ایک استاد کے سپرد ایک ایک گروپ کر دیا گیا۔ سکولوں کے تمام طلباء کے لئے ایک جیسا لباس سفید قمیص اور سفید نکر تیار کر دی گئی۔ نومبر کے آخری ہفتہ میں سکولوں کا سالانہ امتحان ہوا۔ یکم دسمبر سے ایک ماہ تک کے لئے موسمی تعطیلات کی وجہ سے سکول بند کیا گیا۔ میری عدم موجودگی میں ڈائرکٹر آف ایجوکیشن نے سکول کا بلا اطلاع معائنہ کیا۔ اور لڑکیوں کی کلاس کے اجراء پر خوشی کا اظہار کیا۔ سکول حسب دستور کرایہ کی بلڈنگ میں ہے۔ لیکن اب ہم نئی عمارت بنانے کی فکر میں ہیں۔

ب۔ قیدیوں کو ہر آیت وار شیخ صالح افریقن مبلغ۔ اخلاقی لیکچر دیتے رہے۔ خاکسار نے بھی دو لیکچر دیئے۔ ان دنوں قیدیوں کی تعداد معمول سے زیادہ تھی۔ ان میں اسلامی لٹریچر بغرض مطالعہ تقسیم کیا گیا۔

ج۔ احمدی افریقن عورتوں کی لجنہ کا اجلاس ہر جمعہ کے دن احمدیہ دارالتبلیغ میں ہوتا رہا۔ اور دینی باتیں۔ اور موٹے موٹے مسائل سنتی اور یاد کرتی رہیں۔ خاکسار نے دو لیکچر ان میں دئے۔ اور بتایا کہ تمہارے لئے چھ باتیں ضروری ہیں۔ جو تمہاری رُوحانی زینت کو بڑھانے والی ہیں:۔
(۱) نماز کی پابندی۔ (۲) امانت کی نگرانی۔ (۳) سچ کی پابندی (۴) قربانی اور ایثار صدقہ و خیرات۔ (۵) نظام کی اطاعت۔ اور احکام کی فرمانبرداری (۶) حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ سے اخلاص اور آپ کی درازی عمر کے لئے دُعا۔ گاہے گاہے لڑکیوں اور عورتوں کو خاکسار کی اہلیہ نماز یاد کراتی ہیں۔

د۔ بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے نیروبی میں اطفال کی کلاس جاری کرائی گئی۔ جس کے انچارج قاضی عبدالسلام صاحب کو مقرر کیا ہوا ہے۔ عرصہ زیر رپورٹ میں انہوں نے باوجود اپنی اہلیہ اور بچہ کی بیماری کے نہایت محنت اور اخلاص سے کام کیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ اس طرح سب بچوں کو ایک مقررہ کورس کے ماتحت دین کی باتیں یاد کرائیں۔ اور اخلاق فاضلہ کی تعلیم دی گئی۔ سوائے ایک گھر کے بچوں کے باقی تمام بچے حاضر ہوتے رہے۔ گزشتہ دنوں بچوں کا امتحان مختلف امور اور دینی و اخلاقی باتوں کا لیا گیا۔ اور انعامات تقسیم کئے گئے نیز محترمی ڈاکٹر سلطان علی صاحب نے بچوں میں شیرینی تقسیم کر کے بچوں کے لئے آئندہ شوق سے کام کرنے کے لئے ان میں جوش پیدا کیا۔

درس و تدریس

خاکسار نیروبی کے قیام میں ہفتہ میں ایک بار مردوں اور ایک بار عورتوں میں درس قرآن کریم دیتا رہا۔ اب محترم سید محمود اللہ شاہ صاحب درس قرآن کریم دیتے ہیں۔ کمپالہ آکر رمضان کے ایام میں روزانہ بعد نماز صبح درس احباب جماعت میں دیتا رہا۔ اور بعد رمضان ہفتہ میں دو مرتبہ۔ اب مکرم ڈاکٹر لعل دین احمد صاحب درس دیتے ہیں۔ ٹبورا آکر روزانہ بعد نماز صبح حقیقۃ الوحی کا درس سواحیلی میں افریقن احمدیوں کے لئے علی الخصوص دیا جاتا رہا۔ اور معجزات و نشانات کا حصہ خاص طور پر ان کے ازدیاد ایمان کا باعث بن رہا ہے۔ اور شوق و دلچسپی سے سنا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات مختلف دینی مسائل کے متعلق بھی احباب کو سنائے جاتے رہے۔ اور ۱۳ مضامین پر خطبات پڑھے یا تقریریں کیں۔

خدام الاحمدیہ کی مجالس

نیروبی کی مجلس خدام الاحمدیہ میں خاکسار نے دو تقریریں کیں اور انہیں قوت عمل اور استقلال کے ساتھ کام کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ مسجد کو آباد کرنے اور نمازوں کی پابندی کے متعلق خاص طور پر تلقین کی۔ کمپالہ میں اس وقت تک مجلس خدام نہ تھی۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے منشاء مبارک کے ماتحت نوجوانوں کو تحریک کر کے خدام کی مجلس قائم کی گئی۔ اور اپنی موجودگی میں خدام کے دو اجلاس کروا کر عہدیداروں کا انتخاب کروایا گیا۔ ضروری ہدایات خدام کو ان کے لائحہ عمل کے متعلق دی گئیں اور قائد صاحب کو تفصیلی ہدایات اور مختلف عہدیداروں کے ماتحت کاموں کی تفصیل لکھوا دی گئی۔ اور مسکین فنڈ برائے امداد غرباء یتامیٰ جاری کروایا گیا۔ خوشی کی بات ہے۔ کہ نوجوانوں نے ہر ماہ اس فنڈ میں حصہ لینے کا وعدہ کیا اور نیروبی کے ایک مفلس خاندان کی امداد کیلئے ماہوار کچھ رقم بھیجنے کا انتظام کیا۔ اور امید ہے۔ کہ آئندہ یہ مجلس دیگر کاموں میں بھی چستی سے حصہ لے گی۔ انشاء اللہ

معززین سے ملاقاتیں

عرصہ زیر رپورٹ میں ۶۰ سے زیادہ ملاقاتیں مختلف طبقات و معززین سے کی گئیں۔ جن میں حکومت کے افسران اعلےٰ پراونشل کمشنر سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ ڈسٹرکٹ کمشنر ٹبورا انسپکٹر آف سکول ویسٹرن پراونس اور انسپکٹر آف سکولز یوگنڈا مسٹر ینا کسل سے ملاقات کر کے "یوگنڈا میں اسلام" کے متعلق تاریخی حالات معلوم کئے گئے۔ اور مسلمانوں کے عام تعلیمی حالات۔ ان کی آئندہ ترقی اور انکی موجودہ جدوجہد کے متعلق گفتگو کی گئی۔ اور دیگر حکام سے مختلف ضروریات سلسلہ کے لئے ملنا پڑا۔ افریقن چیفس۔ اور ہندوستانی پبلک و معززین اور غیر احمدیوں سے مل کر سلسلہ کے حالات۔ اخبارات لٹریچر وغیرہ دیا گیا۔ اور بعض کو خدا کے فضل سے اچھی طرح تبلیغ کرنے کا موقعہ ملا اور مختلف احمدیت کے مسائل انہیں بتائے گئے۔ سفر کے دوران میں مختلف شہروں مثلاً بکوبا اور موانزہ کے معززین سے بھی ملاقاتیں کیں۔ موانزہ کی ینگ انڈینز نے خاکسار کو دعوت چائے دی اور بعض دیگر ہندوستانی معززین بھی شریک ہوئے۔ مختصر تقریریں بھی کرنے کا موقعہ ملا۔ پرنس بدرو اور اس کی پارٹی اور دوستوں سے بھی ملا۔ اور لٹریچر دیا گیا۔ اور ان کے سکول میں جا کر اسلام کے متعلق بعض باتیں لڑکوں کو بتائیں۔

نئے احمدی

عرصہ زیر رپورٹ میں دو نئے احمدی ہوئے۔ ایک انڈین کمپالہ میں جو عرصہ سے زیر تبلیغ تھے۔ اور ایک افریقن ٹبورا میں۔ اللہ تعالےٰ انہیں استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔ اور اس ملک کے لوگوں کو اپنے فضل خاص سے ہدایت بخشے اور احمدیت کے غلبہ و ترقی کے سامان کر دے آمین۔ ان دنوں مخالفین پھر ہمارے خلاف شرارتیں کر رہے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں اللہ تعالےٰ ان کے شر و سازش سے محفوظ رکھے۔ اور ہر آن نصرت و تائید فرماوے۔ خاکسار شیخ مبارک احمد مبلغ مشرقی افریقہ

ہندو بیواؤں کی تاریک دنیا

اسلام نے نکاح بیوگان کا حکم جن مصلحتوں کی بنا پر دیا ہے۔ انہیں اگرچہ موجودہ زمانہ میں بعض مسلمان کہلانے والے بھی فراموش کر چکے ہیں۔ اور اس کا نہایت عبرتناک خمیازہ بھگت رہے ہیں۔ لیکن وہ مذاہب جن میں نہ صرف بیوہ کی شادی کی اجازت نہیں۔ بلکہ ممانعت ہے۔ وہ اس کی برائیاں کھلے طور پر بیان کر رہے ہیں۔ چنانچہ اخبار "ریاست" دہلی ۱۹ دسمبر ۱۹۴۰ء مندرجہ بالا عنوان کے ماتحت لکھتا ہے:-

"ہندوستان میں خاص کر ہندو بیواؤں کی جو دردناک حالت ہے۔ اس کے اظہار کی ضرورت نہیں۔ بیوہ کی زندگی رنج و مصیبت کی زندگی ہے۔ ایک بوڑھا مرد جس کی کئی بیویاں مر چکی ہوں۔ ایک ایسی لڑکی سے جس کی عمر اس کی نواسی کے برابر ہو آسانی سے شادی کر سکتا ہے۔ لیکن جس عورت کا شوہر مر جائے۔ چاہے وہ کتنی ہی نوجوان کیوں نہ ہو عقد ثانی کی مستحق نہیں سمجھی جاتی اگر اس کے ورثاء یہ وعدہ کریں بھی۔ تو سماج میں انگشت نمائی ہوگی۔ یہ حیرت انگیز معاشرتی فرق محض سماج کے ننگ و ناموس اور دھرم کی بندشوں کی بنا پر نہیں۔ بلکہ اس کی تہ میں دوسرے اسباب بھی کارفرما ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے۔ کہ عورت بیاہ کر شوہر کے گھر آتی ہے۔ ایسی حالت میں اگر وہ داغ بیوگی لگ جانے کے بعد عقد ثانی کا ارادہ کرے۔ تو اسے متوفی شوہر کے خاندان کی امداد اور ہمدردی کی توقع نہیں رکھنا چاہیئے۔ رہے والدین سو ایک تو وہ بیوہ لڑکی کی دوبارہ شادی کرنا مذہبی اعتبار سے گناہ اور سوشل اعتبار سے باعث ننگ سمجھتے ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ لڑکی کی شادی کے وقت وہ "کنیا دان" کر چکے ہوتے ہیں۔ اور لڑکی پر ان کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا۔ اگر کوئی باپ بیوہ لڑکی کے عقد ثانی کی جرأت بھی کرے۔ تو متوفی شوہر کے خاندان والے شدید مخالفت کرتے ہیں۔ کیونکہ انہیں اس میں اپنی ذلتوں کا پہلو نظر آتا ہے۔

اگر نظر غور سے دیکھا جائے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ ہندوستان میں عورتوں کی کوئی سماجی ہستی نہیں ہے۔ نہ اس کا کوئی اختیار ہے۔ اور نہ اسے کچھ کہنے یا آگے بڑھنے کی جرأت ہی ہوتی ہے۔ اس وجہ سے خاص کر اونچی ذات کے ہندو گھرانوں میں عورتیں چاہے جیسی عمر میں بیوہ ہو جائیں اپنے باپ کے گھر یا سسرال میں رنج و مصیبت کی زندگی بسر کرتی رہنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔

شوہر کے ترکہ میں اگر مشترکہ خاندان ہو۔ تو بیوہ کو پھوٹی کوڑی بھی نہیں مل سکتی۔ ہاں روٹی کپڑے کا سہارا رہتا ہے۔ اور اس سہارے کے معنے کیا ہیں۔ سارے گھر کا کام کاج کرنا سب کی خدمت کرنا۔ ہر شخص کی جھڑکیاں برداشت کرنا۔ سب سے پہلے اٹھنا اور سب سے پیچھے سونا۔ سب سے خراب کھانا اور سب سے خراب پہننا۔ بیوہ کو بالعموم اپنی انہی دیورانیوں کی کنیز بن کر رہنا پڑتا ہے۔ جن پر وہ کبھی کنبہ کی بڑی بہو کی حیثیت سے حکمرانی کرتی تھی۔ اس کی عزت اور چال چلن پر داغ لگانا بہت معمولی بات ہے۔ اسلئے بیوہ کو خاص طور پر محتاط رہنا پڑتا ہے۔ خاندان والے شوہر کی وفات کو اس کی بدبختی کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔

یہ تو اس کے شوہر کے گھر کا حال تھا۔ اب اس کے ماں باپ کے گھر کا حال بھی سنیئے۔ اگر بیوہ کم سن ہو تو وہ بالعموم اپنے باپ ہی کے گھر رہتی ہے۔ اگر اس کے سسرال والے شریف طبع اور خدا ترس ہوں۔ تو والدین اس کے ساتھ محبت اور ہمدردی کا برتاؤ تو ضرور کرتے ہیں لیکن اسے دیکھ کر ہمیشہ ان کے دلوں پر سانپ لوٹتا رہتا ہے۔ مصیبتوں کا سامنا تو اس وقت ہوتا ہے۔ جب بیوہ کی عمر زیادہ ہوتی ہے۔ اور اس کے والدین اور شریف مزاج ساس سسر مر جاتے ہیں سسرال میں دیور۔ دیورانی اور میکے میں بھائی بھاوج کا راج ہوتا ہے۔ بدنصیب بیوہ سب کے لئے ناقابل برداشت بار اور مصیبت بن جاتی ہے۔ کوئی اس کے دکھ درد کو محسوس نہیں کرتا اور اسے انسانی زندگی کے تمام حقوق سے محروم سمجھا جاتا ہے۔

ان دردناک حالات میں مظلوم بیوہ خواتین کی فوز و فلاح کے وسائل پر غور کرنا بنی نوع انسان کے ہر ہمدرد کا فرض ہے۔"

"احرار" مجلس احرار کو آگ لگا کر کانگرس میں

اخبار انقلاب ۷ جنوری لکھتا ہے۔

آج کل احراریوں کی پالیسی کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ مولانا حبیب الرحمٰن لودھیانوی اور مولانا مظہر علی اظہر اور شیخ حسام الدین جیل میں ہیں۔ مولانا داؤد غزنوی اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور میر عبدالقیوم وکیل نے فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ مجلس احرار کو آگ لگا کر کانگرس میں شامل ہو جائیں اور سول نافرمانی کریں۔ لیکن چودھری افضل حق صاحب کا ایک بیان شائع ہوا ہے۔ اور سردار محمد شفیع نے بھی اخباروں کو لکھا ہے۔ کہ مولانا داؤد غزنوی کا یہ فیصلہ بالکل ذاتی ہے۔ مجلس احرار کو اس سے کوئی تعلق نہیں۔

سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ یہ معاملہ کیا ہے۔ مجلس احرار کی "ہائی کمان" میں تفرقہ بالکل نئی چیز ہے۔ یہ تو مسجد شہید گنج کے زمانے میں بھی نہیں ہوا۔ جب احراریوں کو ہر طرف سے بے بھاؤ کی پڑ رہی تھیں۔ ہو نہ ہو اشتراکیتی مولانا ابوالکلام آزاد اس دفعہ مولانا داؤد پر کوئی "سیفی" پڑھ کر پھونک گئے ہیں۔ کہ انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ کانگرس کی حمایت میں ایک نعرۂ مستانہ لگا دیا۔ اور میر عبدالقیوم نے تو صاف ہی کہہ دیا۔ کہ مجلس احرار جیسی فرقہ پرست جماعت کا وجود ہی اب غیر ضروری ہو گیا ہے۔ لہٰذا اس کو ختم کرو اور چلو گاندھی جی کے چرن پکڑیں۔ کہ آخر وہی ہماری نیا کے پار لگانے والے ہیں۔

اب احراریوں کے "مارشل پیان" یعنی چودھری افضل حق صاحب مضطرب ہو رہے ہیں۔ اور ان کے "موسیولاوال" یعنی داؤد غزنوی ہیں۔ کہ کانگرس کے "فیوہرر" کے قدموں سے لپٹے جاتے ہیں۔

لیکن ایمان کی یہ ہے۔ کہ ہم ان حضرات کو کانگرس ہی میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہم نے بہت مدت تک ان کی مسلم فریبی کو برداشت کیا ہے۔ یہ اسلام کے نام سے مسلمانوں کو بہت دھوکا دے چکے اب انہیں اسی جماعت میں شامل ہونا چاہیئے جس کے ساتھ ان کے قلوب وابستہ ہیں۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۶ جنوری باردیا پر انگریزی قبضہ کی کچھ اور خبریں بھی آئی ہیں۔ اگرچہ اطالوی قلعہ بندیاں اور مورچے یہاں بہت مضبوط تھے۔ مگر انگریزی فوجوں نے انہیں بالکل بیکار کر دیا۔ اطالوی انجینیروں نے چار سال میں اسے مکمل کیا تھا۔ مگر انگریزی ہوائی جہازوں اور توپوں نے ان استحکامات کو تنکوں کی طرح اڑا دیا۔ انگریزی افسروں کی قابلیت کا ایک بڑا ثبوت یہ بھی ہے کہ ہماری فوجوں کو بہت کم نقصان پہونچا۔ اطالوی ابھی اس قبضہ کو تسلیم نہیں کرتے۔ آج روم ریڈیو نے کہا ہے۔ کہ اس مقام پر لڑائی سخت خونریز ہو رہی ہے۔ اور زور دکھا ہو گیا ہے۔ نیویارک ٹائمز نے لکھا ہے کہ باردیا کی تسخیر کا مطلب یہ ہے کہ اٹلی کو اب جنگ سے علیحدہ ہونا پڑیگا اور اس شکست کی وجہ سے اٹلی میں اندرونی طور پر ضرور گڑبڑ ہوگی۔ اسکندریہ اور سویز کو جو خطرہ تھا۔ وہ اب دور ہو گیا ہے۔ باردیہ اور سولم پر قبضہ کے ساتھ اگر یہ طالوی فوجیں بنغازی پر بھی قبضہ کرلیں۔ تو جرمنی کے لئے اس علاقہ کی جنگ میں مداخلت کا کوئی امکان نہیں رہے گا۔

لنڈن ۶ جنوری۔ کل بھی جرمن ہوائی حملوں کا زیادہ زور لنڈن پر رہا۔ گو حملے زیادہ پر زور نہ تھے۔ کئی جگہ آگ لگ گئی فوراً بجھا دی گئی۔ عمارتوں کو بھی کچھ نقصان پہونچا۔ جانی نقصان بہت کم ہوا۔

لنڈن ۶ جنوری۔ برطانیہ میں ایک وار پروڈکشن اکزیکٹو کمیٹی بنائی جارہی ہے جس میں سمندری۔ ہوائی اور بری فوجوں کے نمائندوں کے علاوہ لیبر کے نمائندے بھی ہوں گے۔ لیبر منسٹر اس کے چیرمین ہوں گے۔ باہر سے آنے والے مال پر کنٹرول کیلئے بھی ایک کمیٹی بنائی جارہی ہے

لنڈن ۶ جنوری۔ رومانیہ کو دوسرے ملکوں سے بالکل الگ تھلگ کر دیا گیا ہے بیرونی ممالک سے ٹیلیفون کا سلسلہ منقطع ہے۔ باہر سے آنے والی گاڑیوں کو سرحد پر روک لیا جاتا ہے۔ اور دوسرے ملکوں کو گاڑیاں روک دی گئی ہیں۔ اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ رومانوی نازیوں کے خلاف مظاہرے کر رہے ہیں

سوویٹ گورنمنٹ نے بلغاریہ اور یوگوسلاویہ سے اپنے سفراء کو ضروری مشوروں کے لئے بلایا ہے۔

واشنگٹن ۶ جنوری مسٹر روزویلٹ آج امریکن کانگرس کے سامنے تقریر کریں گے جو زیادہ تر دفاع ملکی اور خارجہ پالیسی کے متعلق ہوگی۔

دہلی ۶ جنوری۔ نیشنل ایرویز کا ایک ہوائی جہاز لاہور سے کراچی جاتا ہوا یہاں گر پڑا۔ ہواباز ایم۔ ایچ خاں کے علاوہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کے جائنٹ سیکرٹری اور کرنل واکر ہلاک ہو گئے۔ کرنل واکر ہوائی حملوں سے بچاؤ کے انتظامات کے سلسلہ میں سپیشل ڈیوٹی پر تھے۔ جہاز بالکل ٹھیک لاہور سے روانہ ہوا۔ دہلی ہوائی اڈے کے قریب پہونچکر ہواباز نے معلوم نہیں کیوں جہاز کو ہوا میں چکر دینے شروع کئے جس سے وہ گر گیا۔

لنڈن ۶ جنوری۔ قاہرہ سے سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ ہمارے ہراول دستے طبروق کے علاقہ میں پہنچ گئے ہیں۔ یہ علاقہ باردیہ سے ۷۰ میل دور مغرب میں ہے باردیہ کی لڑائی میں ۳۰ ہزار سے زائد اطالوی سپاہی پکڑے جاچکے ہیں۔ جب سے اس لڑائی کا آغاز ہوا ہے۔ اس وقت سے لے کر اب تک ۷۰ ہزار سے بھی اوپر اطالوی گرفتار ہو چکے ہیں۔ اور کروڑوں روپیہ کا سامان جنگ انگریزی فوجوں کے ہاتھ آیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اٹلی کے فوجی افسروں میں پانچ اور جرنیل کم ہو گئے ہیں۔ باردیہ کی لڑائی میں آسٹریلیا کی فوج کے جو آدمی مارے گئے وہ پانچ سو سے زیادہ نہیں

لنڈن ۶ جنوری۔ آج اٹلی کے ایک اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ انگریزی جہازوں نے صومالی لینڈ کے کنارے پر گولے برسائے اس اعلان میں باردیہ کے متعلق جھینپتے ہوئے صرف اتنا کہا گیا ہے۔ کہ ہمارے سپاہی وہاں انگریزی فوجوں کا ڈٹ کر مقابلہ کر رہے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے مورچے کا ایک دو قلعہ ان کے ہاتھ سے نکل گیا۔ باردیہ کے فتح ہو جانے کی خبر تو اس لئے نہیں بتائی۔ کہ اٹلی والوں کو اس سے سخت صدمہ پہونچے گا۔

لنڈن ۶ جنوری۔ کل روم میں تقریر کرتے ہوئے ایک مشہور اطالوی افسر نے کہا کہ باردیہ کی لڑائی خطرے کی گھنٹی ہے۔ جو اس گھنٹی کو کان رکھ کر نہیں سنے گا۔ وہ برباد ہو جائے گا۔ اس لڑائی سے اٹلی کے شہریوں کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی اس نے باردیہ کی فوجی اہمیت کو چھپانے کی کوشش کی۔ اور کہا کہ وہاں صرف تھوڑی سی کھائیاں ہیں۔ حالانکہ تھوڑے ہی دن ہوئے۔ روم ریڈیو سے اعلان کیا گیا تھا۔ کہ باردیہ کا بچاؤ لیبیا اور حبشہ کا بچاؤ ہے۔

لنڈن ۶ جنوری۔ برطانیہ کے اخبارات باردیہ کی فتح پر بڑی خوشی کا اظہار کر رہے ہیں۔ اور لکھ رہے ہیں کہ اس کامیابی سے اور بہت سی فتوحات کے رستے کھل گئے ہیں۔ اخبار "نیویارک ٹائمز" لکھتا ہے۔ کہ باردیہ کی فتح اٹلی کی عزت پر بہت بڑا حملہ ہے۔ ماسکو کے اخبار "بالشویک" نے لکھا ہے۔ کہ اس فتح کا جنگ پر بہت بڑا اثر پڑے گا۔

ایتھنز ۶ جنوری۔ البانیہ کے شمالی علاقہ میں اب برف پگھلنی شروع ہو گئی ہے اس لئے یونانی فوجوں نے پھر آگے بڑھنا شروع کر دیا ہے۔ انہوں نے دشمن کی چوکیوں پر متواتر بم برسا کر ان کا حال بہت پتلا کر دیا ہے

قاہرہ ۶ جنوری۔ سر سکندر حیات خاں نے ابھی سوڈان کا دورہ ختم کیا ہے۔ انہوں نے ہندوستانی فوجوں کے نمائندوں سے بات چیت کی۔ اور پھر ایک بیان دیتے ہوئے کہا۔ کہ مجھے یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ہے۔ کہ سوڈان کی ہندوستانی فوج کی صحت بہت اچھی ہے۔ اور اس کے حوصلے بہت بڑھے ہوئے ہیں۔

بوڈاپسٹ ۶ جنوری جرمن فوجیں ہنگری میں سے گذر کر رومانیہ پہونچ رہی ہیں۔ ان کی گنتی چھ ہزار کے قریب ہے۔

لنڈن ۶ جنوری۔ ہٹلر رومانیہ میں اپنی فوجیں دھڑا دھڑ جمع کر رہا ہے۔ اس پر رائے زنی کرتے ہوئے نیویارک میں کہا جا رہا ہے۔ کہ ہٹلر وہاں فوجیں اس لئے جمع کر رہا ہے۔ تا اگر ترکی پر حملہ کرنا پڑے تو روس بسریبیا کے راستے درمیان میں نہ آ جائے

کلکتہ ۶ جنوری۔ آج تیسرے پہر کلکتہ میں کامرس چیمبر اور کارخانہ داروں کے درمیان ایک کانفرنس ہوئی جس میں یہ تجویز پاس کی گئی۔ کہ نئی دہلی میں ایک سکول کھولا جائے۔ جس میں لوگوں کو ہوائی حملوں کے متعلق کامل واقفیت بہم پہونچائی جائے سکول کے اساتذہ ایسے لوگ ہوں جو انگلینڈ سے تعلیم یافتہ اور ہوائی حملوں کے متعلق کافی تجربہ رکھتے ہوں۔

لنڈن ۶ جنوری یو۔پی کی جنگی کمیٹی نے ہوائی وزارت کو ۱۶ لاکھ روپیہ بھیجا تھا جس سے شکاری جہازوں کا ایک دستہ خرید لیا گیا۔ اس دستہ کے جہازوں کے نام یو۔پی کے اضلاع کے نام پر مظفرنگر میرٹھ۔ بلندشہر۔ علی گڑھ۔ کانپور۔ لکھنو گونڈہ اور بہرائچ وغیرہ رکھے گئے ہیں۔

کرنال ۶ جنوری۔ کرنال کے ۲۸ جاگیرداروں نے فیصلہ کیا ہے کہ جب تک لڑائی جاری رہے گی۔ وہ اپنی آمد کا دسواں حصہ گورنمنٹ کو دیتے رہیں گے۔

لنڈن ۶ جنوری۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ بلغاریہ جرمن کی دھمکیوں میں آجائے گا۔ اور وہ جرمن فوجوں کو اپنے علاقہ میں سے گذرنے کی اجازت دے دیگا۔ اگر ایسا ہی ہوا۔ تو ترکی مقابلہ کے لئے میدان میں نکل آئے گا۔

لنڈن ۶ جنوری۔ انگریزی ہوائی جہاز آج بحر بریلیٹ کی بندرگاہ پر جا دھمکے اور انہوں نے بندرگاہ کی گودیوں۔ فیکٹریوں اور مال گوداموں پر شدید حملے کئے۔ ایک جرمن ہوائی جہاز کو بھی مار گرایا۔ اس کے بعد سب جہاز سلامتی کے ساتھ اپنے اڈوں پر واپس آگئے۔

لنڈن ۶ جنوری انقرہ کا ایک اخبار برطانیہ کی دوستی پر اظہار خیالات کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ہم چاہتے ہیں ہماری آزادی اور ہماری ہمسایہ اقوام کی آزادی پر کوئی آنچ نہ آئے۔ اس بارہ میں برطانیہ کی طاقت کیا گارنٹی رکھتی ہے۔ اسکا جواب اڈیٹر اور